خمر کی تجارت ، حد خمر ، نفاذ کی شروط اور فقہی مباحث : تعارف و تجزیہ

AN INTRODUCTION AND ANALYSIS OF WINE TRADE, ITS PUNISHMENT, CONDITIONS OF IMPLEMENTATION AND JURISPRUDENTIAL DISCUSSIONS

ڈاکٹر حافظ محمد ابرار اعوان*، حافظ آصف اسماعیل**

Abstract:
Islamic law protects the human body and mind from being severely affected and out of control, and the responsibilities of personal dignity, family relations, social relations, economic system, and professional life are subject to various aspects and complex problems, frightening and devastating. Therefore, the Holy Qur'an and Hadith explicitly command the prohibition of wine and its use. Khmer means 'cover' and 'concealment' because it covers the intellect and destroys the sense of perception, which is extracted from the juice of commodities or fruits (dates, honey, wheat, corn, and barley). Based on this, all types of drugs (alcohol, pills, injections, hashish, opium, and heroin) are haram and the name Khmer (alcohol) applies to them because they are intoxicating. It is illegal to trade them. The punishment of drinking Khmer is different according to the leading Imams: forty lashes Shafi'i, Dawood, Ibn Hazm while Abu Hanifa, Malik, and Ahmad are in favor of eighty. Depending on the circumstances and expediency of the drinker, the drinker may be restricted to a palm branch, hands, shoes, clothes, and whips. The person was sentenced to three times for drinking wine, then for the fourth time, he is ordered to be killed. If a drunkard confesses to drinking wine even once or if two Muslims testify that he has used intoxicating liquor, then he will be found to be intoxicated. If some wicked people are found together on wine, some are intoxicated and some have bad breath, then everyone will feel the limit, and similarly, it is undesirable to attend the gatherings of drunkards.
Keywords: Islamic Law, Human Body, Social Relations, Wine Trade, illegal trade in islam

تمہید

شریعت اسلامیہ نے انسانی جسم اور عقل کو شدید متاثر اور بے قابو ہونے سے بچاؤ کے لیے، شخصی عزت، خاندانی تعلقات، سماجی روابط، معاشی نظام اور پیشہ ورانہ زندگی کی ذمے داریوں کو مختلف الجہات اور پیچیدہ مسائل کا شکار ہونے، خطرناک وخوف ناک اور تباہ کن وجوہات کی بنا پر قرآن و حدیث میں خمر یعنی شراب کی حرمت و ممانعت کا اعلان کر کے اس کے استعمال کی ممانعت واضح طور پر بیان کی گئی ہے۔مزید یہ کہ خمر کا مفہوم ومصداق کیا ہے؟خمر کی طبّی تحقیق کیا ہے؟ خمر کے لغوی اور شرعی معنیٰ میں مناسبت کیا ہے؟خمر کی شرعی حقیقت کیا ہے؟کتنی شراب نوشی حرام ہے؟چرس، افیون اور دیگر منشیات کا کیا حکم ہے؟خمر کی تجارت کرنا کیسا ہے؟حد خمر اور اسکے نفاذ کی شروط کیا ہے؟حد خمر نافذ کرنے کا طریقہ کیا ہے؟حد

*پی ایچ ڈی، شیخ زاید اسلامک سنٹر، پنجاب یونیورسٹی، لاہور
** ایم فل سکالر، ادارہ علوم اسلامیہ ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

لگاتے وقت شرابی پر لعن طعن کرنا کیسا ہے؟ تین یا اس سے زیادہ دفعہ حد لگنے کے بعد شرابی کا حکم کیا ہے؟ حدِ خمر کے ثبوت کی شراط کیا ہے؟ منہ سے شراب کی بدبو کو شہادت سمجھنا کیسا ہے؟ شرابیوں کی مجلس کا کیا حکم ہے؟ اور اس سے متعلقہ سوالات ہیں۔ زیر نظر مقالہ اسی ضمن میں لکھا گیا ہے اور مذکورہ اہم سوالات کو نصوصِ شرعیہ کی روشنی میں علمی و تحقیقی انداز سے جاننے کی کوشش کی گئی ہے۔

خمر کا مفہوم و مصداق

(خمر) کا لفظ (خ م ر) سے ماخوذ ہے۔ شراب کیلئے عربی زبان میں لفظ خمر استعمال ہوتا ہے، انگریزی میں wine کہتے ہیں، اس کی جمع "خمور" آتی ہے اور خمر کے لغوی معنٰی ہے 'ڈھانپنا' اور چھپالینا، خمر کا لفظ تانیث میں زیادہ مستعمل و مشہور ہے، اسی وجہ سے اسکے آخر میں تائے تانیث بھی آتی ہے جیسے "ہٰذہ خمرۃ" جبکہ مذکر استعمال بھی جائز ہے جیسے "ہٰذا خمر"۔ 'القاموس المحیط' کے مصنف جناب فیروز آبادی (م ۸۱۷ھ) کا کہنا ہے: خمر وہ ہے جو انگوروں کے رَس سے کشید کی جائے، یا یہ عام (جو کسی بھی پھل سے بنائی جائے) ہے، حقیقت میں اسے عموم پر رکھنا ہی زیادہ راجح ہے، کیونکہ جب یہ حرام ہوئی تو مدینہ میں انگوروں سے شراب کا تصور نہیں تھا بلکہ وہ تو کچی پکی کھجوروں سے ہی شراب بناتے تھے۔ مسلم علما کے مطابق حرام وہ ہے جس کے کرنے والے کی مذمت اور نہ کرنے والے کی مدد کی جاتی ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ جس شے یا فعل کو شریعت نے حتمی طور پر ممنوع قرار دے دیا ہو اور اس کے ارتکاب پر سزا کا احساس دلایا گیا ہو، وہ حرام کہلاتی ہے اس کی ضد حلال ہے۔ قرآن مجید میں اکل و شرب حرام یا فعل حرام سے روکنے کے لیے مختلف الفاظ اختیار کیے گئے ہیں۔ مثلاً تم پر حرام کیا گیا ہے، ان کے لیے حلال نہیں ہے، قریب نہ جاؤ؛ اجتناب کرو، وغیرہ۔[1]

خمر کی طبّی تحقیق

شراب ایک سیال مشروب ہے، جو اجناس یا پھلوں کو تخمیر کر کے (آگ پر پکا کے اور آج کل بعض کیمیکل ڈال کر) تیار کیا جاتا ہے، اس میں بعض زندہ جرثومے ڈالے جاتے ہیں، جو اسے نشہ آور بناتے ہیں، اسے خمر کا نام دیا گیا، کیونکہ یہ (تخمر العقل وتسترہ) عقل پر پردہ ڈال دیتی اور ادراک کی حس ختم کر ڈالتی ہے۔ ہر مادہ (مشروب یا گولیاں اور انجیکشن وغیرہ) جس کی یہی تاثیر ہو، اس مادہ کا اعتبار نہیں کیا جاتا جس سے یہ تیار کی جائیں، بلکہ ہر جس کی تاثیر یہ ہو کہ وہ نشہ آور ہے شرعاً خمر شمار ہوگی اور اسی کے حکم میں ہوگی چاہے وہ انگور سے بنی ہو یا کھجور، شہد، گندم، جو یا کسی بھی دیگر چیز سے، کہ یہ سب اپنے خاص و عام ضرر اور اللہ کے ذکر اور نماز وغیرہ سے روکنے اور نشہ طاری کرنے کے باعث حرام خمر باور ہوں گے، کیونکہ شارع نے متماثلات (ایک جیسی چیزوں) کے مابین فرق نہیں کیا، ایسا نہیں کہ کسی خاص نوع کی شراب کی قلیل مقدار مباح کی ہو اور کسی دوسری نوع کی شراب کی قلیل مقدار حرام، بلکہ شرع دونوں میں مساوات کرتی ہے، اگر ایک خاص شراب کی نوع کی قلیل مقدار حرام ہے، تو یہ ضابطہ سب شراب کی انواع پر منطبق ہوگا، نصوص اس حوالے سے اس قدر صریح ہیں کہ کسی تاویل کی کوئی گنجائش نہیں۔ اسلامی تعلیمات میں حرمت وحلت کی اصطلاحات کھانے پینے کی اشیاء، انسانوں کے باہمی تعلقات اور انسانی اعمال وافعال سے متعلق استعمال ہوتی ہیں۔[2]

خمر کے لغوی اور شرعی معنی میں مناسبت

1. شراب پر لفظ 'خمر' کا اطلاق اس وجہ سے ہے کہ شراب کشید کرنے کے لئے برتن کے منہ کو اوپر سے ڈھانپا جاتا ہے، حتی کہ اس میں اُبال اور جوش کی کیفیت پیدا ہو جائے۔ 2. عقل پر چھا جانے اور شعور کو ڈھانپ دینے کی وجہ سے یہ لفظ اس کے لئے مستعمل ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ خمر میں یہ دونوں سبب موجود ہیں۔ شراب کو جوش مارنے اور تیار ہونے تک ڈھانپ کر رکھا جاتا ہے، پھر اس کو پینے پر عقل و شعور میں اس کا اثر ظاہر ہوتا ہے اور یہ عقل کو ڈھانپ دیتی ہے۔ للذا خمر کو ان دونوں معانی میں استعمال کرنے پر اہل لغت کے ہاں کوئی مانع نہیں۔(3)

خمر کی شرعی حقیقت

خمر کے لغوی معنی اور شرعی استعمال میں کچھ اختلاف کی بنا پر فقہا کے درمیان خمر کی حقیقت میں دو اقوال پائے جاتے ہیں۔(4)

پہلا قول: 'خمر' صرف وہ ہے جو آگ پر پکائے بغیر انگوروں کے رس سے کشید کی جائے، جب وہ طبعی حرارت سے اُبلنے اور جوش مارنے لگے اور اس کے اوپر جھاگ آ جائے۔ یہ امام ابو حنیفہ (م۱۵۰ھ) اور بعض شافعی فقہاء کا موقف ہے۔ دوسرا قول: ہر نشہ آور مشروب کو 'خمر' کہتے ہیں، خواہ وہ انگوروں کے رس یا خشک انگور کو پانی میں بھگو کر بنائی جائے۔ اسے آگ پر پکایا جائے یا بغیر آگ کے اس میں نشہ پیدا ہو جائے۔ یہ جمہور علما کا موقف ہے۔ درحقیقت خمر کی تعریف و اطلاق میں فقہا کے مابین اس اختلاف کو رسول اکرم ﷺ نے جامع تعریف کر کے ہمیں تکلف اور لاحاصل اختلاف سے بے نیاز کر دیا ہے۔ سیدنا ابو موسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں: ''دو طرح کے مشروب جو ہم یمن میں استعمال کرتے تھے: ایک البِتعجو شہد سے بنتا ہے حتیٰ کہ اس میں جوش پیدا ہو جاتا ہے اور دوسرا المزِر جو مکئی اور جَو کو پانی میں بھگو کر تیار ہوتا تھا حتیٰ کہ اس میں نشہ پیدا ہو جاتا، اِن کے متعلق میں نے رسول اکرم ﷺ سے استفسار کیا تو (جوامع الکلم سے متصف) پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا: " كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ "(5) ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔ فصاحت و بلاغت سے متصف رسول ﷺ نے اس تعریف کے ذریعے ہر نشہ آور چیز کو 'خمر' کا نام دیا ہے۔ للذا مسکرات کی بعض انواع کو خمر کا نام دے کر دیگر (انواع) کو اس سے خارج کر دینا غلط فہمی اور ایک عام لفظ کو بلا دلیل خاص کر دینا ہے۔ مزید برآں اس مسئلہ میں وارد احادیث بھی اس موقف کو باطل کر دیتی ہیں کہ خمر صرف انگوروں سے بنائی ہوئی شراب کے ساتھ خاص ہے۔ ان احادیث میں سے چند ایک ملاحظہ ہوں:

حضرت انس بیان فرماتے ہیں کہ شراب حرام ہوئی تو ان دنوں کچی پکی کھجوروں سے ہی شراب بنائی جاتی تھی۔(6) حضرت انسؓ سے ہی روایت ہے کہ جب اللہ نے تحریم خمر کی آیت نازل فرمائی تو اس وقت مدینہ میں کھجوروں کی شراب ہی نوش کی جاتی تھی۔(7) ایک روایت کے الفاظ ہیں: ہمارے پاس مدینے میں انگوروں کی شراب بہت کم تھی، بلکہ عام طور پر ہمارے ہاں کچی پکی کھجوروں سے ہی شراب بنتی تھی۔(8) حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا بیان ہے کہ جب شراب حرام ہوئی تو اس وقت مدینہ میں پانچ قسم کی شراب تیار ہوتی تھی اور اُن میں انگوروں کی شراب نہیں تھی۔(9) حضرت نعمان بن بشیر روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "شراب کئی چیزوں سے بنائی جاتی ہے، گیہوں سے، جو سے، منقی سے، کھجور سے

اور شہد سے۔"[10] مندرجہ بالا احادیث اس بات کی دلیل ہیں کہ انگوروں کے علاوہ دیگر اشیا پر بھی 'خمر' کا اطلاق باعتبارِ لغت صحیح ہے۔ قرآن میں 'خمر' کی تحریم سے صحابہ کرام نے یہی سمجھا ہے، اس لئے انگوروں کے علاوہ دیگر اشیا سے تیار کردہ شراب کو 'خمر' کے حکم میں قیاساً داخل کرنا محض تکلف ہے، جب کہ قیاس خود ایک مختلف فیہ امر ہے، البتہ قیاس کو اضافی دلیل کے طور پر یہاں لیا جاسکتا ہے۔ پھر یہ تو قیاسِ جلی ہے جو قیاس کی اعلیٰ وارفع قسم ہے یعنی یہاں ارکانِ قیاس میں سے فرع تمام اوصاف میں اصل کے مساوی ہے۔[11]

چرس، افیون اور دیگر منشیات حرام ہیں، شراب کی طرح ان میں بھی حدّ لگے گی

صحیح مسلم کی حدیث ہے۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہر نشہ لانے والا نشہ خمر ہے اور نشہ لانے والی شراب حرام ہے۔"[12] یہ حیثیت ہر نشہ آور چیز کو شامل ہے، چاہے وہ نشہ آور کھانے کی چیز ہو یا پینے کی، جامد ہو یا مائع، اگر وہ شراب کی تاثیر رکھتی ہے تو حرام ہے، اگر کوئی حشیش، چرس وغیرہ کو مائع شکل میں ڈھال کر پی لے تو وہ بھی حرام ہوگا۔ نبی اکرم ﷺ جوامع الکلم سے متصف تھے۔ آپ ایسا جامع لفظ بولتے جو استعمال کے اعتبار سے عام اور اپنے مفہوم میں شامل تمام اشیا پر مشتمل ہوتا، چاہے وہ آپ کے زمانہ میں موجود ہوں یا نہ ہوں۔[13] ☆ صحابہ کرام (جو کہ آپ ﷺ کی صحبت میں کسبِ علم و فیض کرتے رہے اور آپ ﷺ کی حدیث کو اُن سے بہتر کوئی نہیں سمجھ سکتا) اُن کا بھی یہی کہنا ہے: "اَلْخَمْرُ :مَا خَامَرَ الْعَقْلَ "[14] شراب وہ ہے جو عقل کو زائل کردے۔ ☆ مزید برآں عقل صحیح اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ فرضِ مُحال آپ ﷺ کے الفاظ ہر نشہ آور چیز کو خمر کا نام دینے میں شامل نہ بھی ہوں، تاہم قیاسِ صحیح و صریح جس میں اصل و فرع ہر اعتبار سے برابر ہوں، تو اس کا فیصلہ یہی درست ہے کہ مُسکر کی تمام انواع و اقسام ایک ہی حکم میں داخل ہیں۔ لہٰذا ان انواع میں فرق کرنا متماثلین کے درمیان فرق کرنے کے قبیل سے ہوگا اور یہ عقل و قیاس صحیح کے خلاف ہے۔[15]

اس بنا پر منشیات کی تمام اقسام (چرس، افیون، ہیروئن وغیرہ) حرام ہیں اور ان پر خمر (شراب) کا نام صادق آتا ہے کیونکہ یہ نشہ آور ہیں اور عقل ماؤف کردیتی ہیں۔ فاسق و فاجر لوگ سرور و مستی کی کیفیت طاری کرنے کیلئے اُنہیں لیتے ہیں اور یہی اوصاف شراب میں پائے جاتے ہیں۔ مذاہب اربعہ اور دیگر فقہا نے بالاتفاق ان کے حرام ہونے کی صراحت کی ہے۔ لیکن ان کے خیال میں اس کے قلیل استعمال (جس میں نشہ نہ ہو) میں حرمت نہیں بلکہ نشہ آور مقدار کا استعمال حرام ہے۔ حالانکہ تحقیق اس بات کی متقاضی ہے کہ ان منشیات کے حرام ہونے پر اتفاق کے بعد، نصوصِ کتاب و سنت کے تحت اُن پر 'خمر' کا اطلاق ہوتا ہے۔ اِن کو خمر سے الگ حکم دینے کی کوئی وجہ نہیں۔ اِن میں شراب کے مفاسد جیسا کہ عقل میں فساد، بے ہودگی اور سرور و بدمستی کے علاوہ دین، عقل، اخلاق اور مزاج میں ضرَر واضح نظر آتا ہے۔ بلکہ یہ انسان کی طبیعت و مزاج کو پاگل پن کی حد تک متاثر کرتے ہیں اور ان کو استعمال کرنے والا گراوٹ و پستی اور ذلّت میں شراب نوشی کرنے والے سے بھی نیچے جا گرتا ہے، چونکہ ان کے مفاسد و اَضرار شراب سے بڑھ کر ہیں، لہٰذا یہ بالاولیٰ حرام ہیں اور ان کو

'خمر' کا نام دینا بالکل صحیح ہے، اور انکی قلیل مقدار بھی کثیر کی طرح حرام ہی ہے اور ان کے استعمال کرنے والے کو حد خمر لگے گی۔(16)

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ (م ۷۲۸ھ) کا کہنا ہے:

شریعت کا قاعدہ ہے کہ وہ حرام اشیا جن میں انسانی نفوس رغبت رکھتے ہیں، ان کے ارتکاب پر حد لازم ہے جیسا کہ شراب اور زنا اور جس میں رغبت نہیں جیسا کہ مردار کا استعمال تھا، اس میں تعزیر ہے۔ چرس اور افیون ان اشیا سے تعلق رکھتی ہیں جن میں ان کے استعمال کرنے والے رغبت اور خواہش رکھتے ہیں اور اسے چھوڑ نہیں سکتے تو اس کے استعمال پر بھی حد لگے گی۔ برخلاف بھنگ وغیرہ کے جو کہ بغیر نشہ کے عقل کو فاسد کرتے ہیں اور لوگوں کو اس میں خواہش اور رغبت نہیں ہوتی تو اس کے استعمال پر تعزیر ہے۔(17)

خمر کی تجارت

شراب کی تجارت، اس سے حاصل شدہ رقم کا استعمال، نشہ آور اشیاء اور مواد کی تجارت حرام و ناجائز ہے۔ صحیح البخاری میں ہے:۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: جب حرمت سود کے متعلق سورہ بقرہ کی آیات نازل ہوئیں تو نبی ﷺ مسجد میں تشریف لائے اور لوگوں کو وہ آیات پڑھ کر سنائیں۔ پھر آپ نے شراب کی تجارت کو بھی حرام کر دیا۔(18)

حد خمر اور اسکے نفاذ کی شروط

حد خمر یعنی شراب نوشی کی سزا

اکثر اہل علم کا یہ موقف ہے بلکہ اس پر کئی علمانے اجماع نقل کیا ہے کہ شریعت میں شربِ خمر پر حد کی صورت میں معین سزا موجود ہے۔ شراب نوشی کے بارے میں بہت سی احادیث اور صحابہ کرام کا اجماع موجود ہے کہ اس پر کوڑوں کی سزا ہو گی۔ البتہ کوڑوں کی مقدار میں دو اقوال موجود ہیں: پہلا قول: حد کی مقدار 40 کوڑے ہیں۔ یہ امام شافعیؒ (م ۲۰۴ھ)، امام احمدؒ (م ۲۴۱ھ) سے ایک روایت، داؤد (م ۲۷۰ھ)، ابن حزم (م ۴۵۶ھ) کا موقف ہے۔ صحابہ کرام کی ایک جماعت کا بھی یہی موقف رہا ہے۔ اس موقف کے دلائل درج ذیل ہیں:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص لایا گیا جس نے شراب پی تھی آپ ﷺ نے اس کو دو چھڑیوں سے چالیس مار ماریں۔(19) حضرت سائب بن یزید بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ، حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کے ابتدائی دور میں اگر ہمارے پاس شراب نوش کو لایا جاتا تو ہم اسے اپنے ہاتھوں، جوتوں اور چادروں وغیرہ سے پیٹتے۔ یہاں تک کہ حضرت عمرؓ کا دور آیا تو اُنہوں نے چالیس کوڑے لگانے شروع کر دیئے۔ حتیٰ کہ لوگ فسق و فجور اور شراب نوشی ارتکاب زیادہ کرنے لگے تو حضرت عمر نے اَسّی (80) کوڑے مقرر کر دیئے۔(20) ان روایات سے یہ استدلال واضح ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ اور حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کے ابتدائی ادوار میں چالیس کا عدد ہی مقرر تھا اور جب لوگ شراب کے عادی ہونے لگے تو حضرت عمرؓ نے چالیس کوڑوں کا تعزیراً اضافہ کر دیا۔

دوسرا قول: حدِ شراب اَسّی (80) کوڑے ہیں۔ یہ جمہور کا موقف ہے، ائمہ ثلاثہ (ابو حنیفہ، مالک، احمدؒ) اسی کے قائل ہیں۔ شافعیہ کے ہاں بھی یہی موقف پایا جاتا ہے۔اس کے دلائل حسب ذیل ہیں: 1۔ایک روایت میں رسول اکرم ﷺ کی طرف سے حد خمر میں اَسّی کوڑوں کا ذکر ملتا ہے۔2۔حضرت علی سے مروی ہے کہ اُنہوں نے کہا کہ جب کوئی نشہ کرتا ہے تو فضول بکتا ہے اور فضول بکواس میں لوگوں پر الزام لگاتا ہے اور الزام لگانے والے کی سزا اَسّی (80) کوڑے ہے۔ 3 ۔حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے پاس ایک آدمی کو لایا گیا جس نے شراب پی تھی، آپ نے اسے کھجور کی دو ٹہنیوں کے ساتھ چالیس کوڑے لگوائے۔ حضرت ابو بکر نے بھی ایسا ہی کیا، حضرت عمر کا زمانہ آیا تو اُنہوں نے صحابہ کرام سے مشورہ کیا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا کہ کم از کم حد 80 کوڑے (حد قذف) ہے۔ حضرت عمر نے اسی کا حکم دے دیا۔ اس موقف کے حاملین کا کہنا ہے کہ صحابہ کرام اس پر متفق ہوگئے اور یہ اجماع ہے۔ لیکن یہ حضرت علی سے صحیح ثابت نہیں بلکہ پہلے یہ بات ثابت ہو چکی کہ حضرت علی کا موقف چالیس کا تھا۔[21]

راجح موقف: دلائل کو دیکھتے ہوئے بطورِ حد چالیس کوڑوں کا قول راجح معلوم ہوتا ہے کیونکہ رسول اکرم ﷺ، حضرت ابو بکر اور خلافت کے ابتدائی زمانے میں حضرت عمر کا یہی فعل رہا۔ حضرت عمر نے صحابہ کرام کے مشورے سے جو اضافہ کیا، وہ حد سے زائد مقدار تعزیر کے طور پر تھی کیونکہ لوگوں میں شراب نوشی کی عادت بڑھتی جا رہی تھی۔اس موقف کی تائید دو طرح سے ہوتی ہے: 1. حضرت عمر نے کوڑوں کی سزا میں بتدریج چالیس سے ساٹھ اور ساٹھ سے اَسّی کا اضافہ کیا۔ حضرت عمر کے فعل سے متعلق یہ روایت موجود ہے کہ پہلے اُنہوں نے چالیس کوڑوں کی سزا دی، پھر جب لوگوں کو دیکھا کہ باز نہیں آرہے تو اُسے ساٹھ کر دیا۔ پھر بھی لوگوں کے معمول میں کمی نہ آئی تو اسے بڑھا کر اَسّی (80) کر دیا اور کہا کہ یہ کم از کم حد (حد قذف) ہے۔2۔حضرت عمر ایک ہی وقت میں مصلحت کے تحت مختلف مقدار میں (شراب پینے کی) سزا (چالیس ،ساٹھ یا اَسّی) دیا کرتے تھے۔ایک دفعہ ان کے پاس ایک شرابی کو لایا گیا، آپ نے حضرت مطیع بن اسود کو حکم دیا کہ صبح اس پر حد نافذ کرنا، حضرت عمر بعد میں آئے اور دیکھا کہ وہ بہت زور سے کوڑے مار رہے تھے۔آپ نے پوچھا: کتنے کوڑے مار چکے ہیں؟ مطیع نے کہا: ساٹھ۔ حضرت عمر نے کہا کہ اس سے بیس کوڑے کم کر دو۔امام ابو عبید (م ۲۲۴ھ) فرماتے ہیں: ''حضرت عمر کا مقصد تھا کہ شدید ضرب کو ان بیس کے قائم مقام سمجھو کہ جو اس کی سزا سے باقی ہیں۔''امام بیہقیؒ (م ۴۵۸ھ) کا کہنا ہے کہ ''اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ چالیس سے زیادہ حد نہیں، اس لئے کہ اگر وہ حد ہوتی تو شدتِ ضرب کی وجہ سے اس میں کمی نہ کی جاتی کیونکہ ضرب میں شدت کی وجہ سے عدد میں کمی کا کوئی قائل نہیں ہے۔'' اَسّی (80) کوڑے حد ہونے کے قائلین نے حضرت عمرؓ کی صحابہ کرام سے مشاورت کے بعد جو اجماعِ صحابہ کا دعویٰ کیا ہے، اس پر یہ اعتراض آتا ہے کہ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ چالیس کے قائل تھے، پھر اجماع کا دعویٰ کیسا...؟ حاصل کلام یہی ہے کہ حد چالیس ہی ہے ،تاہم قاضی مصلحت اور لوگوں کے احوال کو دیکھتے ہوئے بطورِ تعزیر اس میں اضافہ کر سکتا ہے۔[22]

حد خمر نافذ کرنے کا طریقہ

امام شافعیؒ اور شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کا موقف: شراب نوشی کے حالات اور مصلحت کو دیکھتے ہوئے شراب نوش کو کھجور کی ٹہنی، ہاتھوں، جوتوں، کپڑوں اور کوڑوں سے حد لگائی جاسکتی ہے۔ حضرت انس سے روایت ہے نبی اکرم ﷺ نے شراب پینے میں کھجوروں کی ٹہنیوں اور جوتوں سے ضرب لگائی۔[23]

جمہور کا موقف: جبکہ جمہور کا موقف ہے کہ باقی حدود کی طرح شراب کی حد بھی کوڑوں سے لگائی جائے گی۔[24] کیونکہ ایک حدیث میں ہے: "إِذَا شَرِبَ الْخَمْرَ فَاجْلِدُوهُ "[25] اگر کوئی شراب پیئے تو اسے کوڑے لگاؤ۔ جمہور کا کہنا ہے کہ آپ ﷺ نے شراب نوش کو کوڑے مارنے کا حکم دیا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے زانی کو حد لگانے کا حکم دیا ہے تو حدِ زنا کی طرح یہ سزا کوڑوں سے ہی ہوگی اور اس پر یہ بھی دلیل ہے کہ خلفائے راشدین اور اُن کے بعد آنے والوں نے بھی کوڑوں سے ہی حد لگائی ہے۔ جن احادیث میں ہاتھوں اور جوتوں وغیرہ سے مارنے کا ذکر ہے، وہ شروع اسلام کی بات ہے، بعد میں کوڑوں سے سزا دینے پر شرع ثابت ہوگئی۔ یہی موقف قرین قیاس معلوم ہوتا ہے۔

حد لگاتے وقت شرابی پر لعن طعن کرنا جائز نہیں

حضرت عمر بن خطاب سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ کے دور میں عبداللہ نامی ایک شخص جس کا لقب 'حمار' تھا، وہ آپؐ کو باتیں سنا کر ہنسایا کرتا تھا۔ شراب نوشی کی وجہ سے آپ ﷺ نے اسے کوڑے لگائے، اسے دوبارہ لایا گیا پھر آپ ﷺ نے سزا دی، ایک آدمی کہنے لگا: اللہ اس پر لعنت کرے، اسے کس قدر بار بار لایا گیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اس پر لعنت نہ کرو، اللہ کی قسم میں تو صرف اتنا جانتا ہوں کہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے۔[26]

تین یا اس سے زیادہ دفعہ حد لگنے کے بعد شرابی کا حکم

جسے شراب نوشی کی وجہ سے تین دفعہ حد لگے، پھر چوتھی مرتبہ شراب نوشی کی وجہ سے اس کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے؟ بعض احادیث میں اسے قتل کرنے کا تذکرہ ملتا ہے: حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جو شراب پیئے اسے کوڑے لگاؤ، دوبارہ پیئے پھر اسے کوڑے مارو، تیسری دفعہ پینے پر بھی اسے کوڑے مارو پھر اگر چوتھی مرتبہ پیئے تو اسے قتل کردو۔'' اس قسم کی روایات حضرت ابن عمر، حضرت معاویہ اور دیگر صحابہ کرام سے بھی مروی ہیں۔ ان احادیث کو سامنے رکھتے ہوئے علمائے کرام نے دو قسم کے موقف اپنائے ہیں۔[27]

جن سے تین اقوال تشکیل پاتے ہیں۔ پہلی رائے: شرابی کو چوتھی دفعہ (شراب پینے پر) قتل کرنے کی احادیث منسوخ ہیں اور ان کے خلاف اجماع منعقد ہوچکا ہے۔ یہ ائمہ اربعہ کی رائے ہے۔ امام ترمذیؒ (م۲۷۹ھ) کتاب العلل میں فرماتے ہیں: ''اس کتاب کی تمام احادیث معلول ہیں لیکن بعض علما نے اُنہیں قبول کیا ہے، سوائے دو احادیث کے، ان میں سے ایک شرابی کو قتل کرنے کی حدیث ہے۔''[28]

جمہور کے ہاں ان احادیث کے نسخ کے دلائل درج ذیل ہیں:

1. حضرت جابر سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جو شراب پیئے اسے کوڑے مارو، پھر دوبارہ پیئے تو اسے کوڑے مارو، اس کے بعد پھر پیئے تو اسے کوڑے مارو، اس کے بعد اگر پیئے تو اسے کوڑے مارو۔''(29)

2. حضرت قبیصہ بن ذویب سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جو کوئی شراب پیئے تو اسے کوڑے مارو، یہاں تک کہ آپ نے فرمایا، پھر اگر چوتھی مرتبہ پیئے تو اسے قتل کرو۔ حضرت قبیصہ کا کہنا ہے کہ آپ کے پاس ایک آدمی کو لایا گیا جس نے شراب پی تھی تو آپ نے اسے کوڑے مارے، پھر لایا گیا پھر آپ نے اسے کوڑے مارے، پھر لایا گیا پھر اسے کوڑے مارے، پھر اسے چوتھی مرتبہ لایا گیا تو بھی آپ نے اسے کوڑے ہی مارے۔ اس طرح لوگوں سے قتل کی سزا ختم کر دی گئی اور یہ رخصت تھی۔(30)

شرابی کے قتل سے متعلق دوسری رائے: شرابی کے قتل سے متعلق احادیث محکم ہیں، منسوخ نہیں۔ امام ابن حزم اور ابن قیمؒ کا یہی نظریہ ہے۔ اس اُصول کی حد تک دونوں میں اتفاق ہے، البتہ نتیجہ میں اختلاف کرتے ہیں۔ امام ابن حزمؒ کا موقف ہے کہ اسے چوتھی مرتبہ بطورِ حد قتل کیا جائے گا جبکہ ابن قیمؒ (م ۷۵۱ھ) کی رائے ہے کہ ''اگر اسے چوتھی مرتبہ قتل کرنے میں مصلحت ہو تو تعزیراً قتل کیا جاسکتا ہے۔ اگر وہ (شراب نوش) شراب پینے کا عادی ہو جائے، حد کو ہلکا سمجھنے لگے اور حد سے اسے کوئی عبرت حاصل نہ ہو تو قاضی اسے حد کے طور پر نہیں بلکہ من باب التعزیر قتل کر سکتا ہے۔''ابن حزم اور ابن قیمؒ نے جمہور کی طرف سے چوتھی مرتبہ شراب پینے پر قتل کے نسخ اور اس پر اجماع کے دعویٰ کا مناقشہ و تجزیہ مندرجہ ذیل طریقے سے کیا ہے: 1. امام ابن حزم نے ان احادیث کو ضعیف قرار دیا ہے جن میں قتل نہ کرنے کا ذکر ہے۔ 2. اس آدمی کو بار بار کوڑے لگنے کی حدیث جس کا لقب حمار تھا، اگرچہ اس مفہوم میں خاص ہے لیکن اس سے نسخ ثابت نہیں ہوتا کیونکہ اس حدیث کا قتل والی حدیث سے متاخر ثابت کرنا ضروری ہے اور یہ ثابت نہیں ہے۔ 3. اس عام حدیث جس میں صرف تین وجوہات سے مسلمان کے قتل کا جواز ملتا ہے، اس سے نسخ کا دعویٰ صحیح نہیں کیونکہ یہ عام ہے اور قتل کی سزا پر مشتمل حدیث خاص ہے اور خاص کو عام پر مقدم رکھا جاتا ہے۔ 4. اجماعِ صحابہ کا دعویٰ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص کے اس قول سے ختم ہو جاتا ہے جو اُنھوں نے کہا تھا کہ اسے (شرابی کو) میرے پاس چوتھی مرتبہ لاؤ، میں اسے قتل کروں گا۔(31)

راجح موقف: جمہور علماء کا موقف راجح معلوم ہوتا ہے کہ شرابی کو چوتھی مرتبہ قتل کرنا منسوخ ہو چکا ہے کیونکہ اس پر نصوص موجود ہیں اور اجماع بھی ثابت ہے۔ نقضِ اجماع کے دعویٰ میں حضرت عبداللہ بن عمرو کا قول ثابت نہیں بلکہ وہ سنداً ضعیف ہے۔ بفرضِ محال اسے صحیح مانیں تو کہہ سکتے ہیں کہ اُنہیں نسخ والی احادیث نہ پہنچی ہوں اور اس مخالفت کو شذوذ کی حیثیت حاصل ہو گی۔(32) لیکن اگر لوگ شراب کے رسیا ہو جائیں اور اس قبیح عادت میں غرق ہو جائیں، حدّ (کا نفاذ) ان کے لئے مانع ثابت نہ ہو تو کیا قاضی مصلحت اور سیاست کو مدِ نظر رکھتے ہوئے انہیں قتل کی سزا دے سکتا ہے یا نہیں؟ جیسا کہ امام ابن تیمیہ اور ابن قیمؒ مصلحتاً قتل (کی سزا) کے قائل ہیں۔ دراصل یہ نظر و فکر اور اجتہاد کا مقام ہے۔

حدِ خمر کے ثبوت کی شرائط

1۔اقرار: شرابی ایک دفعہ بھی شراب پینے کا اعتراف کرلے تو حد خمر ثابت ہو جائے گی، اس اعتراف کے ساتھ منہ سے شراب کی بدبو کا آنا شرط نہیں ہے۔ اکثر اہل علم کا یہی موقف ہے کیونکہ شراب نوش بدبو زائل ہونے کے بعد بھی اعتراف کرسکتا ہے۔ جبکہ امام ابو حنیفہؒ اعتراف کے ساتھ منہ سے بدبو آنے کی شرط لگاتے ہیں، 2۔گواہ: دو مسلمان گواہی دیں کہ اس نے نشہ آور مشروب استعمال کیا ہے، شراب کی نوعیت پر تفصیل فراہم کرنا گواہوں پر لازم نہیں، یہ ذکر کرنے کی بھی ضرورت نہیں کہ اس نے اپنے اختیار سے شراب پی ہے یا اس پر جبر ہوا ہے، نہ ہی اس تفصیل میں پڑنے کی ضرورت ہے کہ اسے اس کے نشہ آور ہونے کا علم تھا یا نہیں، کیونکہ اختیار اور علم ہی اصل ہے۔(33) اس کی دلیل حضرت حصین بن منذرؓ سے یہ روایت ہے کہ :۔''میں حضرت عثمان بن عفانؓ کے پاس موجود تھا کہ وہاں ولید بن عقبہ کو لایا گیا، اس نے فجر کی نماز دو رکعات پڑھا کر کہا، مزید پڑھاؤں؟ اس کے خلاف دو آدمیوں نے گواہی دی۔ حمران نامی آدمی نے گواہی میں کہا کہ اس نے شراب پی ہے اور دوسرے نے یہ گواہی دی کہ اُس نے اسے قے کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ حضرت عثمان نے کہا کہ اس نے شراب پینے کی وجہ سے ہی قے کی ہے۔ حضرت عثمان نے حضرت علی کو کوڑے لگانے کے لئے کہا۔ حضرت علی نے حضرت حسن کو یہ ذمہ داری سونپی تو حضرت حسن نے کہا کہ کاروبار حکومت میں شریک لوگ ہی یہ کڑا حکم پورا کریں۔ حضرت علی نے حضرت عبداللہ بن جعفر کو کوڑے لگانے کے لئے کہا، عبداللہ بن جعفر کوڑے لگا رہے تھے اور حضرت علی شمار کررہے تھے۔ جب چالیس کوڑے ہوئے تو حضرت علی نے کہا: رُک جاؤ... الخ''(34) اس سے استدلال یوں ہے کہ حضرت عثمان اور علی نے دو آدمیوں کی گواہی کو کافی سمجھا اور ان سے کوئی مزید تفصیلات دریافت نہیں کیں۔

منہ سے شراب کی بدبو کو شہادت سمجھنا

شراب کی بدبو یا قے کرنے سے حد کے وجوب میں تین اقوال پر اختلاف ہے۔ پہلا قول: منہ سے شراب کی بدبو آنے یا قے کرنے کی وجہ سے حد واجب نہیں ہوتی۔ اکثر اہل علم، امام ثوری، ابو حنیفہ، شافعی اور امام احمدؒ (ایک روایت کے مطابق) کا یہی موقف ہے۔ان کی دلیل یہ ہے کہ ممکن ہے، اس نے اسے پانی سمجھ کر منہ میں ڈالا اور پھر احساس ہونے پر اس کی کلی کردی ہو، یا سمجھا ہو کہ شائد یہ نشہ آور نہیں ہے یا جبراً پلائی گئی ہو یا اس نے سیب کا رس پیا ہو (اس سے بھی کچھ شراب جیسی بو کا احساس ہوتا ہے)۔ ان وجوہات سے شراب کی بدبو پیدا ہوسکتی ہے۔ جب یہ احتمالات موجود ہیں تو حدّ واجب نہیں ہوسکتی کیونکہ شبہات کی وجہ سے حدّ ساقط ہو جاتی ہے۔(35) دوسرا قول: بدبو آنے یا قے کرنے سے حدّ واجب ہو جاتی ہے۔ یہ امام مالکؒ کا موقف ہے او رامام احمدؒ سے دوسری روایت ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ اور ابن قیمؒ نے اسی موقف کو پسند کیا ہے۔ان کا استدلال یہ ہے کہ اس قول کے مطابق صحابہ کرام حضرت عمر، حضرت عثمان او رابن مسعود کے فیصلے موجود ہیں: 1. سائب بن یزید کا کہنا ہے کہ اُنہوں نے حضرت عمر کی عدالت میں ایک شرابی کو منہ سے بدبو آنے کی وجہ سے کوڑوں کی سزا دلواتے دیکھا۔ حضرت عمرؓ نے اسے پوری حدّ لگائی۔(36) دونوں روایات سائب بن یزیدؒ سے ہی ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ واقعہ ایک ہی ہے۔ اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر نے اپنے بیٹے عبیداللہ کو کوڑے اس کے اس اقرار پر لگائے کہ اس نے نشہ آور طلاء پیا ہے، محض منہ سے بدبو آنے پر سزا نہیں دی۔ لہٰذا اس روایت میں مجرد بدبو آنے پر حد کے

وجوب کی کوئی دلیل نہیں۔ تیسرا قول: محض بدبوآنے سے حدّ واجب نہیں ہوتی، ہاں اگر اس کے ساتھ کوئی شہادت یا قرینہ مل جائے جو شبہات کی نفی کردے تو حد لازم ہوگی۔ صحابہ کرام میں سے یہ موقف حضرت عمر، ابن زبیر کا ہے۔ امام عطاء ابن قدامہ اور شیخ بکر ابو زید نے اسی موقف کو اختیار کیا ہے۔

راجح موقف: تیسرا موقف راجح معلوم ہوتا ہے، متفرق دلائل اسی نظریہ کی تائید کرتے ہیں۔ اس بنا پر بوبد یا قے آنے پر مندرجہ ذیل صورتوں میں ہی حد واجب ہوتی ہے: 1۔ جس سے شراب کی بدبو پائی گئی، وہ شراب نوشی میں مشہور ہو۔ یہ حضرت عمر سے ثابت ہے۔[37] 2. کچھ فاسق لوگ اکٹھے شراب پر پائے جائیں۔ بعض پر نشہ طاری ہو اور کچھ کے منہ سے بدبو آرہی ہو تو سب کو حدّ لگے گی۔ یہ حضرت عمر بن عبدالعزیز اور عطا کا موقف ہے۔ 3. بدبو کے ساتھ نشہ کے عوارض بھی پائے جائیں جیسا کہ قے وغیرہ۔ امام ابن قدامہ نے یہ ذکر کیا ہے۔ 4. شراب نوشی پر دو آدمی گواہی دیں ایک شراب پینے کی اور دوسرا منہ سے بدبو آنے کی یا قے کرنے کی جیسا کہ حضرت عثمان کے واقعہ میں مذکور ہے۔[38]

شرابیوں کی مجلس کا حکم: شراب نوش لوگوں کی محفل یا وہ دستر خوان جس پر شراب یا دیگر منشیات ہوں، وہاں ایک مسلمان کا موجود ہونا حرام ہے۔ رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول ﷺ دو جگہ کھانا کھانے سے منع فرمایا ہے: ایک تو اس دستر خوان پر بیٹھ کر جس پر شراب پی جارہی ہو اور دوسری وہ جگہ جہاں آدمی اوندھے منہ لیٹ کر کھائے۔[39]

خلاصہ بحث

مذکورہ بالا بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ خمر کے لغوی معنی ہے 'ڈھانپنا' اور چھپالینا، کیونکہ یہ (تخمر العقل وتسترہ) عقل پر پردہ ڈال دیتی اور ادراک کی حس ختم کر ڈالتی ہے، جو کہ اجناس یا پھلوں (کھجور، شہد، گندم، مکئی، جَو) وغیرہ کے رَس سے کشید کی جاتی ہے۔ اس بنا پر منشیات کی تمام انواع (مشروب، گولیاں، انجیکشن، حشیش، چرس، افیون اور ہیروئن وغیرہ) حرام ہیں اور ان پر خمر (شراب) کا نام صادق آتا ہے کیونکہ یہ نشہ آور ہیں۔ لہٰذا مسکرات کی بعض اقسام کو خمر کا نام دے کر دیگر (انواع) کو اس سے خارج کر دینا غلط فہمی اور ایک عام لفظ کو بلا دلیل خاص کر دینا ہے۔ شارع نے ایک قطرہ شراب بھی حرام قرار دیا ہے، اگرچہ اس سے کوئی زیادہ فساد ظاہر نہیں ہوتا، لیکن یہ زیادہ پینے کا ذریعہ بن سکتی ہے، لہٰذا یہ سد ذریعہ کے طور پر حرام ہے۔ شراب کے کئی ایک مفاسد ہیں جیسا کہ عقل میں فساد، بے ہودگی اور سرور و بدمستی کے علاوہ دین، عقل، اخلاق اور مزاج میں ضرَر واضح نظر آتا ہے۔ شراب کی تجارت، اس سے حاصل شدہ رقم کا استعمال، نشہ آور اشیاء اور مواد کی تجارت حرام و ناجائز ہے۔ حدِ خمر کے متعلق امام شافعیؒ، داؤدؒ، ابن حزمؒ 40 کوڑوں اور ائمہ ثلاثہ (امام ابو حنیفہؒ، مالکؒ، احمدؒ) اَسّی (80) کے قائل ہیں۔ شراب نوشی کے حالات اور مصلحت کو دیکھتے ہوئے شراب نوش کو کھجور کی ٹہنی، ہاتھوں، جوتوں، کپڑوں اور کوڑوں سے حد لگائی جاسکتی ہے۔ جسے شراب نوشی کی وجہ سے تین دفعہ حد لگے، پھر چوتھی مرتبہ شریعت میں اسے قتل کرنے کا حکم ہے۔ شرابی ایک دفعہ بھی شراب پینے کا اعتراف کرلے یا دو مسلمان گواہی دیں کہ اس نے نشہ آور مشروب استعمال کیا ہے تو حد خمر ثابت ہو جائے گی جس سے شراب کی بدبو پائی گئی، وہ شراب نوشی میں مشہور ہو۔ کچھ فاسق

لوگ اکٹھے شراب پر پائے جائیں، بعض پر نشہ طاری ہو اور کچھ کے منہ سے بدبو آرہی ہو تو سب کو حدّ لگے گی اور اسی طرح شراب نوش لوگوں کی محافل یا وہ دستر خوان جس پر شراب یا دیگر منشیات ہوں وہاں ایک مسلمان شرکت کرنا غیر مستحسن فعل ہے۔

حوالہ جات و حواشی

1۔ فیروز آبادی، محمد بن یعقوب، القاموس المحیط، بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، 2009ء، ص 212

2۔ راغب اصفہانی، مفردات القرآن، لاہور: شیخ شمس الحق، 1987ء، ج 1، ص 233

3۔ مفتی محمد خان، قادری، معارف الاحکام، لاہور: عالمی دعوت اسلامیہ، 1994ء ،ص 229-231

4۔ محمد امین بن عمر ابن عابدین، رد المختار، بیروت: دار الفکر، 1992ء، ج 5، ص 288

5۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، بیروت: دار طوق النجاۃ، 1422، 4343

6۔ البخاری، صحیح البخاری، 5584

7۔ مسلم بن حجاج، صحیح المسلم، بیروت: دار احیاء التراث العربی، 1866

8۔ البخاری، صحیح البخاری، 5580

9۔ البخاری، صحیح البخاری، 4616

10۔ محمد بن یزید ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، لاہور: مکتبہ رحمانیہ، 2007ء، 3379

11۔ ابن القیم، تہذیب السنن، لاہور: مکتبۃ المعارف، 2007ء، ج 6، ص 262

12۔ مسلم بن حجاج، صحیح المسلم، 5219

13۔ ابنِ تیمیہ، مجموعۃ الفتاویٰ، المدینہ: مجمع الملک فہد، 1994ھ، 204:34

14 ۔ البخاری، صحیح البخاری، 5588

15۔ ابن القیم، زاد المعاد، بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، 1998ھ، 749:5

16 ۔ الشربینی، محمد بن محمد، مغنی المحتاج، بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 2000ء، 4: 187

17۔ ابنِ تیمیہ، مجموع فتاوٰی، 34: 214

18 ۔ البخاری، صحیح البخاری، 459

19 ۔ مسلم بن حجاج، صحیح المسلم، 4452

20۔ البخاری، صحیح البخاری، 6779

21۔ مسلم بن حجاج، صحیح المسلم، 4452

22۔ ابن حجر، العسقلانی، فتح الباری، بیروت: دار المعرفۃ، 1418، 12:75

23۔ مسلم بن حجاج، صحیح المسلم، 4452

24۔ الشربینی، مغنی المحتاج، 179

25۔ سلیمان بن اشعث،السنن ابو داؤد،الریاض: مکتبہ دار السلام،1998ء،4484
26۔ البخاری، الجامع الصحیح،6780
27۔ سلیمان بن الاشعث، سنن ابی داود،4484
28۔ ابو زید، بکر بن عبد اللہ،الحدود والتعزیرات، بیروت: دار العاصمۃ،2008ء،ص 306 -325
29۔ سلیمان بن الاشعث، سنن ابی داود،4487
30۔ سلیمان بن الاشعث، سنن ابی داود،4485
31۔ احمد بن حنبل، مسند احمد، بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ،2001ء،2 :6752
32۔ ابنِ حجر، فتح الباری،2 :ص82
33۔ ابنِ تیمیہ، مجموع فتاوٰی،28: 239
34۔ مسلم بن حجاج، صحیح المسلم، 1707
35۔ الشربینی، مغنی المحتاج،10: 332
36۔ عبد الرزاق بن ہمام، مصنف عبد الرزاق، بیروت: دار الکتب العلمیۃ،1951ء،10: 228
37۔ عبد الرزاق بن ہمام، مصنف عبد الرزاق، 10: 228
38۔ الشافعی، محمد بن ادریس، مسند الشافعی، بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1951ء،298
39۔ سلیمان بن الاشعث، سنن ابی داود،3774